رسائل و مسائل

قربانی کے لیے جانوروں کی عمریں

(بعض وجوہ سے اس مضمون کے شائع ہونے میں تاخیر ہو گئی ہے۔ تاہم مسئلہ اور اس کے جواب کی اہمیت اپنی جگہ قائم ہے۔ (ادارہ)

سوال: - مسئلہ درپیش ہے کہ قربانی کا جانور (بکرا، چھترا، دنبہ) ایک سال کا ہونا چاہیے۔ یا دو دانت ہونا ضروری ہے۔ مسئلہ حدیث اور دیگر احادیث جو بھی آپ کے پیش نظر ہوں، کی روشنی میں جواب ارسال فرمائیں۔ یا بہتر یہ ہے کہ عام قارئین کے لیے ترجمان القرآن یا ہفت روزہ ایشیا میں اشاعت فرما دیں۔ آپ کی مہربانی ہوگی۔ میرے ذہن میں یہ بات پختہ تھی کہ جانور ایک سال کا ہونا چاہیے۔ لیکن میرے ایک اہلحدیث دوست نے مجھے یہ حدیث لکھ کر دی ہے۔

عَنْ جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تذبحوا الا مُسِنَّۃً اِلَّا اَنْ یُعْسَرَ علیکم فجذعۃً من الضأن - (رواہ مسلم)

مجھے امید ہے کہ آپ اپنے قیمتی وقت میں سے اس کا تحریر کے لیے ضرور وقت نکال کر رہنمائی فرمائیں گے۔

جواب: -

قربانی کے لیے جانوروں کی عمریں متعین ہیں۔ بکرا، بکری، دنبہ، چھترا وغیرہ ایک سال کا اور گائے وغیرہ دو سال کی۔ بلکہ بھیڑ اور دنبہ اگر سال سے کم بھی ہو لیکن خوب فربہ اور تیار ہو اور سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو وہ بھی جائز ہے، البتہ چھ مہینے سے کم کسی صورت میں نہ ہو۔ اس سلسلہ میں احادیث اور فقہا کی آراء

درج ذیل ہیں:

۱۔ عن ابی کباش قال جلبت غنما جذعا الی المدینة فکسرت علی فلقیت اباھریرة فسألته فقال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول نعم او نعمت الاضحیة الجذع من الضأن قال فانتھبه الناس۔

(رواہ الترمذی ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابی کباش سے روایت ہے کہ میں جذعہ کی عمر کی بکریاں مدینہ لایا ——— (تاکہ ان کو فروخت کر دوں) تو اُن کی طرف کسی کو رغبت نہ ہوئی (اس لیے کہ ان کی عمریں کم تھیں اور لوگوں کا خیال تھا کہ ان کی قربانی نہیں ہو سکتی۔ اس لیے کوئی خریدنے کے لیے تیار نہیں تھا)۔ میں حضرت ابوہریرہ سے ملا اور جذعہ کی قربانی کے بارے میں پوچھا، تو انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جذعہ کی قربانی اچھی قربانی ہے۔ حضرت ابوکباش فرماتے ہیں کہ اس کے بعد لوگ میری بھیڑوں اور دُنبوں پر خریدنے کے لیے ٹوٹ پڑے۔

۲۔ عن عقبة بن عامر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم اعطاہ غنما یقسمھا فی اصحابه ضحایا فبقی عتودا او جدی فذکرت ذلك لرسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ضح به انت۔ (رواہ الترمذی والمسلم وقال الترمذی حدیث حسن صحیح)

ترجمہ:۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھیڑ بکریاں دیں تاکہ وہ انہیں آپ کے اصحاب میں قربانی کے لیے تقسیم کر دیں۔ ان میں سے ایک "عتود" یا جدی باقی بچا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے تو قربانی کر۔ (ترمذی، مسلم۔ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے)۔

اِن احادیث سے ثابت ہے کہ "جذعہ" اور "عتود" کی قربانی بالکل جائز اور صحیح ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ "جذعہ" اور "عتود" کسے کہتے ہیں۔

۱۔ مشہور اہل حدیث عالم علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوری نے اپنی کتاب تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی کے صفحہ نمبر ۳۵۵ باب فی الجذع من الاضاحی میں "جذع" کا معنی کرتے ہوئے لکھا ہے:

"ھو وصف لسن معین من بھیمۃ الانعام فمن الضأن ما اکمل السنۃ وھو قول الجمھور وقیل دونھا"

یعنی جذعہ چوپایوں کی ایک خاص عمر کا وضعی نام ہے، جمہور اور دُنبہ میں جذعہ اس کو کہتے ہیں جو سال بھر کا ہو۔ اور بعض نے کہا ہے کہ وہ جانور ایک سال سے کم عمر کا نہ ہو۔ بہر حال جمہور کا قول سال والا ہے۔

۲۔ لغت کی مشہور کتاب، کتاب المخصص کے سفر سابع صفحہ نمبر ۱۸۶ پر جذعہ کا معنی کرتے ہوئے لکھا ہے:

فاذا تمت لہ سنۃ من مولدہ فھو جذعۃ"

جب اُس کے وقت پیدائش سے لے کر ایک سال ہو جائے تو وہ جذعہ ہے۔

۳۔ وذکر الزعفرانی فی الاضاحی "الجذع ابن ثمانیۃ اشھر او تسعۃ اشھر۔

"بدائع الصنائع - ص ۷۰ - ج ۵)

زعفرانی نے باب الاضاحی میں ذکر کیا ہے کہ جذعہ آٹھ مہینے یا نو مہینے کے بچے کو کہتے ہیں۔ یعنی سال کے لگ بھگ کے بچے کو جذعہ کہتے ہیں۔"

دوسری حدیث میں "عتود" کی قربانی کا ذکر آیا ہے۔ اب دیکھیے کہ "عتود" کسے کہتے ہیں:۔

۱۔ قال اهل اللغة العتود من اولاد المعز خاصة وهو مارعی وقوی قال الجوھری وغیرہ ھو ما بلغ سنة (شرح الکامل للنووی صفحہ ۱۵۵۔ جلد ۲۔ باب سن الاضاحی)

"امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ اہلِ لغت کے نزدیک عتود اس بکرے یا بکری کو کہتے ہیں جو چر کر خوب قوی اور موٹا ہو چکا ہو اور جوہری اور دوسروں نے کہا ہے کہ عتود وہ ہے جس کی عمر ایک سال ہو۔

۲۔ اہل حدیث عالم علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمۃ اللہ لکھتے ہیں:

ھو من اولاد المعز مارعی وقوی واتی علیہ الحول (تحفة الاحوذی)

"عتود" اُس بکرے بکری کو کہتے ہیں جو خوب موٹا تازہ ہو اور ایک سال کا ہو"۔

پس ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ فقہا اور اہلِ لغت کے نزدیک ——! جذعہ ایک سال کے لگ بھگ بھیڑ یا دُنبہ کو کہتے ہیں اور عتود یا جدی ـــ ایک سال کے لگ بھگ بکرا یا بکری کو کہتے ہیں۔ اور احادیثِ بالا سے ان دونوں کی قربانی کا جواز ثابت ہوا۔ اب اس بارے میں فقہائے احناف کی آراء ملاحظہ کیجیے۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب جواہر الفقہ کے صفحہ نمبر ۴۴۹ میں لکھتے ہیں:

۱۔ "بکرا بکری کے لیے ایک سال کا ہونا ضروری ہے۔ بھیڑ اور دُنبہ اگر اتنا فربہ ہو کہ دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو وہ بھی جائز ہے"۔ (جواہر الفقہ)

۲۔ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"بکری ایک سال سے کم درست نہیں مگر بھیڑ اور دُنبہ چھ مہینے کا اگر خوب فربہ ہو تو وہ بھی درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ۔ص ۵۵۲)

۳۔ مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"قربانی کے لیے جانوروں کی عمریں معین ہیں۔ بکرا بکری ایک سال کا ہو اور گائے دو سال کی۔ چونکہ اکثر حالات میں جانوروں کی صحیح عمریں معلوم

نہیں ہوتیں۔ اس لیے اس کے دانتوں سے عمر معلوم کرنے اور اس پر عمل کرنے کا احتیاطاً حکم دیا گیا ہے۔

مسنۃ کے معنی سال بھر والے اور دانتوں والے دونوں کے ہو سکتے ہیں لیکن سال بھر کا ہونا کسی بکرے کا جس کی تاریخ پیدائش معلوم نہ ہو یا مشتبہ ہو بغیر دو دانتوں کے معلوم نہیں ہو سکتا۔ اس لیے عام حکم یہی دینا مناسب تھا اور وہی دیا گیا۔ (کفایت المفتی جلد ۸ کتاب الاضحیۃ)

۴۔ جذع کے بارے میں خصوصاً محدثین نے بھی اتفاقاً لکھا ہے کہ اس کی قربانی جائز ہے۔ چنانچہ جامع الترمذی میں امام ترمذی نے لکھا ہے۔

والعمل علی ھذا عند اھل العلم من اصحاب النبی وغیرھم ان الجذع من الضان۔ یجزی فی الاضحیۃ۔

رسول کریمؐ کے صحابہ کا عمل اسی پر ہے کہ جذع کی قربانی جائز ہے۔

صاحبِ تحفۃ الاحوذی لکھتے ہیں:

وذھب الجمھور الی الجواز وھوالحق یدل علیہ احادیث الباب (تحفۃ الاحوذی۔ ص ۳۵۶) جمہور علما اس طرف گئے ہیں کہ (جذع کی قربانی) جائز ہے۔ اور یہی حق ہے جس پر اس باب کے احادیث بھی دلالت کرتے ہیں۔

آپ نے جو حدیث لکھ کر بھیجی ہے اُس کے بارے میں خود مسلم شریف کے شارح علامہ نووی نے لکھا ہے: قال الجمھور ھذا الحدیث محمول علی الاستحباب والافضل (شرح الکامل للنووی صحیح مُسلم ص ۱۵۵۔ جلد ۲) جمہور علما نے اس حدیث کو استحباب اور افضلیت پر محمول کیا ہے۔ یعنی مستحب اور بہتر یہ ہے کہ مسنۃ کی قربانی کی جائے اور اگر کسی وجہ سے یہ میسر نہ ہو تو جذع کی قربانی کی جائے۔ آگے چل کر امام نووی اسی حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں: ولیس فیہ تصریح بمنع جزعۃ الضان وانھا لاتجزی (حوالہ ایضاً مُسلم شریف شرح الکامل للنووی) اور اس حدیث میں ایسی کوئی صراحت نہیں کہ سال بھر کا بھیڑ دُنبہ قربانی میں منع ہے یا یہ کہ یہ جائز نہیں)۔ (مولانا عبدالمالک)